در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

رجسٹرڈ نمبر
پی ۲۶۹

پندرہ روزہ
الحسن پشاور

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۸۳
جلد نمبر ۱۶

یکم تا ۱۵ جون سنہ ۲۰۰۰ء
بمطابق ربیع الاول سنہ ۱۴۲۱ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون نگار	عنوان	نمبر شمار
۲	مدیر اعلیٰ	شذرہ	۱
۴	حکیم مومن خان مومنؔ	نعت رسول مقبول ﷺ	۲
۵	مدیر اعلیٰ	تفسیر القرآن الحسنیہ	۳
۷	محسنؔ احسان	حضرت علامہ عبدالرحیم پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت شاعر	۴
۱۲	پروفیسر غلام سرور رانا	حضور ﷺ کا صبر و قناعت	۵
۲۰	نظیر اکبر آبادی	نعت رسول مقبول ﷺ	۶
۲۱	مفتی خلیل الرحمٰن قادری	استفتاء (مجالس میلاد کی شرعی حیثیت)	۷

شذرہ

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

مدیر اعلیٰ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے وما ارسلنك الا رحمة للعالمين (ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا)

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات نہ صرف بنی نوع انسان کے لئے بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجی گئی اور آپ ﷺ کا رحمت ہونا ہی تمام جہانوں کی بقاء کا سبب ہے۔

ہماری اس چھوٹی سی دنیا کی کیا حقیقت ہے جبکہ ہمارے اس جہان میں جو کہ ایک نظامِ شمسی پر مشتمل ہے، زمیں، مشتری، زہرہ، عطارد، مریخ اور تمام اجسام فلکی اس ایک سورج کے گرد اپنے اپنے محور میں گھوم رہے ہیں، چاند زمین کے گرد ایک خاص محور میں گھوم رہا ہے۔ یہ تمام ستارے وسیارے جو کہ خاص مقام اور محور میں اپنی اپنی حرکات جاری رکھے ہوئے ہیں مل کر ایک عالَم بناتے ہیں، یہ تو ایک وہ عالَم ہے جو کہ بے انتہا سائنسی ترقی کے بعد حضرت انسان کے ادراک میں شامل ہوا۔ اسی طرح کے ہزارہا عالم جن کو اللہ تعالیٰ نے عالمین بتایا ہے جو کہ انسانی عقل کے احاطہ میں ابھی تک نہیں آسکے، حضور نبی کریم ﷺ ان تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ حضور ﷺ کا ان عالمین کے لئے رحمت ہونا حضور ﷺ کی ذات بابرکات کو زمان ومکان کی قید سے مبرّا کر دیتا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ ہر نفس کے لئے جو کہ تھا، جو کہ ہے اور جو ہوگا، سب کے لئے رحمت ہیں۔ حضور ﷺ ہر شجر و حجر، حیوانات ونباتات جو کہ تھے، جو کہ ہیں اور جو کہ

ہوں گے، سب کے لئے رحمت ہیں۔ حضور ﷺ رحمت ہیں ہر اس وقت کے لئے جو کہ تھا، جو کہ ہے اور جو کہ ہو گا۔ ہر ناسوت ولاہوت وجبروت کے لئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔ حضور ﷺ کی رحمت دائی ہے، حضور ﷺ کی رحمت اس بارش کی طرح نہیں جو کہ تھوڑی دیر برسی اور چلی گئی۔ حضور ﷺ کی رحمت ہر وقت برستی رہتی ہے، یہ حضور ﷺ کی رحمت ہی ہے جس نے اس کائنات اور تمام عالمین کا توازن برقرار رکھا ہوا ہے۔

سائنسی اصول کے مطابق کائنات کا ہر ذرہ، ہر جسم جو کہ ہمیں ساکت نظر آتا ہے دراصل اس جسم اور اس ذرّے پر بے شمار طاقتیں اثر انداز ہو رہی ہوتی ہیں مثلاً اگر چھت سے ایک بلب لٹک رہا ہے تو اس پر مختلف طاقتیں اثر انداز ہوتی ہیں جیسے کششِ ثقل کی طاقت جو اسے زمین کی طرف کھینچتی ہے، ایک اس تار کی طاقت جو اس کو چھت کی طرف کھینچے ہوئے ہے، اس کے علاوہ چاروں طرف سے ہوا کا دباؤ جو کہ اس کے اردگرد موجود ہے اس پر اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے، لیکن اگر وہ ساکت نظر آتا ہے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ تمام طاقتیں جو کہ اس پر اثر انداز ہو رہی ہیں ان میں ایک توازن قائم ہوتا ہے اِسی طرح تمام اجسام فلکی جو کہ حرکت پذیر ہیں اپنے اپنے محور میں ان سب پر مختلف انواع واقسام کی طاقتیں اثر انداز ہوتی ہیں اور ان کا ایک خاص نظام کے تحت حرکت کرنا صرف اور صرف اس وجہ سے ہے کہ ان تمام طاقتوں میں ایک توازن موجود ہوتا ہے اور میرا ایمان ہے وہ توازن حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے آپ ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اسی لئے تو یہ توازن قائم ہے اگر یہ رحمت نہ ہو تو ایک معمولی سی جنبش بھی اس سارے نظام کو درہم برہم کر دے اور تمام عالمین فنا ہو جائیں۔

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حکیم مومن خان مومن دہلوی

ہوں تو عاشق مگر اطلاق یہ ہے بے ادبی
میں غلام اور وہ صاحب ہے، میں امت وہ رسول
یا نبی یک نگہ لطف بامی و ابی
مرحبا سیدِ مکی، مدنی، العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مظہرِ نورِ خدا شکل ہے محسود صنم
محو تیرے ملک و حور و پری و آدم
کیا ہی عالم ہے کہ تصویر ہی کا سا عالم
منِ بے دل، جمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است، بدیں بوالعجبی

دشتِ عالم میں سراسیمہ گزاری اوقات
آج تک منزلِ مقصود نہ پائی ہیہات
مددائے خضرِ کرامت کہ نہیں پائے ثبات
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات

شربتم دہ کہ ز حد میگزرد تشنہ لبی

خود کہا ابنِ ذبیحین تو ظاہر میں کہا
جوہرِ پاک کی خوبی ہے فرشتوں سے سوا
سر سے لے پاؤں تلک، نورِ خدا، نورِ خدا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنیِ آدم را

برتر از عالم و آدم، تو چہ عالی نسبی

صاحبِ خانہ سے ہوتا ہے مکاں کا اکرام
وہی جنت ہے جہاں میں، ہو جہاں تیرا قیام
آب ہر چشمہ کرے کوثر و تسنیم کا کام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبزِ مدام

زاں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسیہ

مدیر اعلیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِیۡہِ کَبِیۡرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ کُفۡرٌۢ بِہٖ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَ اِخۡرَاجُ اَہۡلِہٖ مِنۡہُ اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰہِ ۚ وَ الۡفِتۡنَۃُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ وَ لَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَ ہُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (۲۱۷) اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَ جٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (۲۱۸)

ترجمہ: آپ سے اے حبیب (ﷺ) حُرمت والے مہینے میں لڑنے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ اس میں لڑنا گناہ کبیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس جگہ سے اس کے رہنے والوں کو نکالنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے (گناہ ہیں) اور شرک قتل کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے اور ہمیشہ تم سے لڑیں گے یہاں تک کہ تمہارے دین سے تم کو واپس لوٹا دیں اگر وہ استطاعت رکھیں اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا پھر مر گیا اس حال میں کہ وہ کافر تھا تو یہ وہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں مٹ گئے اور یہ جہنمی ہیں وہ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے (۲۱۷) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے (رضائے الٰہی کے لئے) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا بے شک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے (۲۱۸)

حل لغت: صَدٌّ: روکنا، منع کرنا، رکاوٹ ڈالنا۔

تفسیر: چونکہ ماقبل کی آیتوں میں جہاد فی سبیل اللہ کا تذکرہ ہے اور اس کے فوائد کو بیان کیا گیا

ہے، اس کے نتائج پہ بحث کی گئی ہے اور مسلمانوں کو اس کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ اسی کے ضمن میں اس آیہ کریمہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اشہر الحرام (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم و رجب) کے مہینوں میں لڑنے کا کیا حکم ہے؟ چونکہ عرب لوگ ان مہینوں میں باہمی جنگ و جدل سے پرہیز کرتے تھے کہ ان مہینوں میں حج کیا جاتا ہے، لوگ حج کے لئے جاتے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان قواعد واحکام کو جاری رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی عزت اور بڑائی قائم رہے اور اس پر کسی قسم کا ناروا حرف تک نہ آئے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ جب آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حرمت کے مہینوں میں لڑائی جھگڑا کیسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان مہینوں میں قتال کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اس سے بچنا چاہئے بلکہ اس کے ضمن میں یہ حکم بھی دے دیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے منع کرنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال باہر کرنا یہ سب گناہ کبیرہ ہیں اور شرک قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ چونکہ ان تمام برائیوں کی جڑ، جن کو مذکورہ آیت میں بیان کیا گیا ہے، شرک ہے اسی لئے اللہ جل جلالہ نے اس شرک اور کفر کو فتنہ سے تعبیر کیا ہے گویا یہ تمام برائیاں اس فتنہ شرک و کفر سے پیدا ہوئی ہیں اس لئے اس سے بچنے کی کمال تاکید فرمائی گویا یہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

حالانکہ کافروں کی روش تو یہی ہے کہ اگر وہ طاقت رکھیں تو تمہیں دین اسلام سے لوٹا کر دوبارہ کافر کردیں تو اللہ جل جلالہ نے اس کے نتیجہ سے انہیں آگاہ کر دیا کہ یاد رکھو کہ جو دین اسلام سے پلٹ کر کافر ہو اور پھر اس حالت میں مر گیا تو ان کے تمام نیک اعمال دنیا و آخرت میں اکارت گئے اور یہ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے جس طرح مندرجہ بالا آیت میں کافروں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا ہے اور ان کے اعمال کا انہیں کوئی صلہ نہیں دیا بلکہ ان کے تمام کرتوتوں کی برائی اور سزا بتلائی ہے تو اسی طرح اس آیہ کریمہ میں مؤمنین، مہاجرین، مجاہدین کو دین اسلام کے لئے اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لئے کی گئی کوششوں اور اعمال حسنہ کے بدلے میں جنت کی بشارتوں کی امید دلائی اور اپنی صفت بخشش و رحمت سے ان کو نوازا۔ (جاری ہے)

مفتیٔ اعظم، امامِ حُریت، استاذ العلماء

علامہ عبدالرحیم پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیتِ شاعر

پروفیسر محسن احسان

صوبہ سرحد کی روشن تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اہل سرحد نے تحریک آزادی اور پیری تحریکوں میں برصغیر کے کسی دوسرے علاقے کے رہنے والوں سے کم حصہ نہیں لیا۔ یہاں کے غریب و غیور عوام نے وطن کی آزادی کے لئے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا، لڑنے والوں نے جانیں دیں، جانبازوں نے جام شہادت نوش کیا، تاجروں نے دامے درمے سخنے امداد کی، سیاست دانوں اور سیاسی کارکنوں نے عوام الناس میں یک جہتی اور اخوت کی فضاء پیدا کر کے سفید فام حکمرانوں کے پنجہ استبداد سے نجات حاصل کرنے کی سعی کی۔ علمائے کرام نے دینی محاذ پر جنگ جاری رکھی، ادباء، شعراء اور دانشوروں نے فکری تبدیلی پیدا کر کے قوم کے دل و دماغ میں جدوجہد آزادی کی ایک نئی لہر دوڑا دی۔ جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں نے ایک نئی زندگی کا آغاز کیا اور قومی سطح پر اس فکری، علمی اور روحانی جہاد کی بنیاد رکھی جس میں مسلمانوں کی نشاۃ الثانیہ کا خیال سب سے زیادہ تھا، سرسید احمد خان کی تحریک اس کا نکتہ آغاز بنی اور اس تحریک کے زیر اثر حالیؔ ایسا قومی درد رکھنے والا شاعر پیدا ہوا جس نے اسلامیان ہند کے ذہنوں میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی اور قومی شاعری کی بنیاد رکھی اور پھر اکبر الہ آبادی جیسے طنز نگار نے اس میں اضافے کئے اور ساتھ ہی علامہ اقبال نے اپنی عظیم شاعری سے قومی اور ملی شاعری کی ایسی دلکش عمارت تعمیر کی جو اردو شاعری میں ایک مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے، علامہ اقبال اس روایت کے سب سے بڑے علمبردار ہیں انہوں نے شاعری میں اسلامی فکر کا رنگ بھرا اور ایک فلسفیانہ آہنگ پیدا کر کے اس کو عظمتوں سے ہمکنار

کیا۔ اقبال کے زیر اثر قومی شاعری کی روایت روز بروز پھیلتی پھولتی رہی چنانچہ یہ سلسلہ اس وقت سے لے کر اب تک برابر چلا آرہا ہے۔

صوبہ سرحد میں علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی سیاسی اور ادبی خدمات اس اعتبار سے بہت قابل ستائش ہیں کہ انہوں نے دونوں محاذوں پر جنگ جاری رکھی اور کہیں بھی ناکام و نامراد نہیں ہوئے۔ علامہ پوپلزئی بنیادی طور پر مذہبی اور دینی شخصیت تھے اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے پابند تھے، صوم وصلوٰۃ ان کا وظیفہ حیات تھا، عربی، فارسی، اردو اور پشتو زبان پر یک وقت عبور رکھتے تھے، سیاسی اعتبار سے گہری نظر کے مالک تھے اور تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی جو ان کے بیدار مغز پوتے ہیں ان کی تحقیق اور معلومات کے مطابق مولانا کی نانی صاحبہ اردو کے منفرد اور نامور شاعر خواجہ علی حیدر آتش کی پوتی تھیں، ان کا نام امراؤ بیگم تھا اور وہ ہندوستان کی بجائے یہاں علامہ پوپلزئی کے آبائی قبرستان واقع احاطہ رحمان بابا میں آسودہ خاک ہیں، وہ شاعرہ بھی تھیں اور علامہ عبدالرحیم پوپلزئی نے شاعری اپنی نانی کی مہربانی سے سیکھی اور پھر اپنی ذاتی کوشش سے اس کو نکھارا، سنوارا۔

علامہ پوپلزئی ایک عملی سیاستدان تھے اور وہ برصغیر کے سیاسی مسائل سے عموماً اور صوبہ سرحد کے مصائب اور مشکلات سے خصوصاً براہ راست منسلک تھے، وہ صوبہ سرحد کے سیاسی افق پر چمکنے والے ایک درخشندہ ستارے تھے، جدوجہد آزادی کی راہ میں انہوں نے فقر وفاقہ کی زندگی بھی بسر کی، ہجرت کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور پس زنداں بھی کئی شب و روز گزارے مگر ہمت وجرأت اور استقلال میں کبھی کوئی لغزش نہیں آئی وہ ظفر علی خان، حسرت موہانی اور شورش کاشمیری کی روایت پر تعلق رکھتے تھے جنہوں نے جیل میں بھی چکی کی مشقت اور سخن آرائی کی مشق کو جاری وساری رکھا اور ایسے ایسے دلگداز اشعار لکھے

وفا پرست نہ ہم سا ملے گا دنیا میں
خودی نے قیدِ فرنگی کا کر دیا خوگر

قفس میں رہ کے بھی ہم نے چمن سے پیار کیا
خوشی نہ آنے کی ہوتی ہے، غم نہ جانے کا

نوید لائی صبا تو پرائے بس میں تھے | بہار آئی چمن میں تو ہم قفس میں تھے
نہ پوچھ کیسے میرے آشیاں کو آگ لگی | شرر چھپے ہوئے اپنے ہی خارِ خس میں تھے
عمر بھر قید قفس میں رہے فریاد نہ کی | زندہ ہے نام اسیروں کا ہمارے دم سے

اور جب علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کو پشاور سے ہری پور جیل منتقل کیا گیا تو انہوں نے یہ پر اثر قطعہ کہا کہ

آدابِ جنوں سیکھ کسی من کے دھنی سے
نزدیک ہی مل جائے کوئی مدرسہ یا دور
ہم کو تو جنوں سے ہے اسیری میں سروکار
زندان پشاور ہو کہ زندانِ ہری پور

علامہ پوپلزئی کی شاعری میں جہاں ایک طرف انقلاب برپا کرنے کی ہدایت ہوتی ہے وہاں دوسری طرف ان کے ہاں وہ یاس ناامیدی نہیں جو اس دور کے بعض شعراء کے ہاں پائی جاتی ہے بلکہ ان کا کلام ایک خوش آئند مستقبل اور ایک نئی اور تابناک صبح کی بشارت دیتا ہے۔ ان کا طویل عربی قصیدہ جو انہوں نے جمعیت علمائے ہند کے ساتویں سالانہ اجلاس منعقدہ کلکتہ کے لئے نظم کیا اور اکابرین ملت کو ارسال کیا اور اس بات پر زور دیا کہ علماء گوشہ نشینی چھوڑ کر عملی میدان میں جہاد کا مبارک اور مقدس فریضہ سرانجام دیں، انہوں نے اس عربی قصیدہ میں ارشاد فرمایا کہ دریائے اٹک سے لے کر داس کماری تک بڑی بڑی نشانیاں نگاہوں کے سامنے ہیں، بہت سے آثار بزرگوں کے سطوت وجلال کی خبر سناتے ہیں، وہ دنیا کے باتدبیر اولوالعزم تھے جن کے آگے بڑے بڑے جابر سلطانوں کے سر جھک جاتے تھے۔ تم سب ان کے پسِ ماندہ ہو مگر تم ان کے بعد غیروں کی پیروی کرنے لگے۔ اے حضرات علماء! کیا تم نے نجات گوشہ نشینی کے اندر سمجھ لی ہے حالانکہ قوم کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں رہی اور وہ بغیر راہ نما کے ہلاکت میں ہے اور جو قوم کی اصلاح میں کوشش کرتا ہے تو اس کا اجر گوشہ نشینوں سے بالاتر ہوتا ہے پس اگر آپ سب

بالاتفاق قوم کی اصلاح کرنے لگیں تو ہم دنیا کے تمام رنج و آلام سے نجات حاصل کر لیں گے۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کا یہی جذبہ اور ولولہ تھا جس نے اس علاقے کے علماء کرام کو جہاد پر آمادہ کیا اور لوگ ان کی آواز پر اجنبی حکمرانوں کی توپوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے، انہوں نے اپنے جذبہ ایمانی کا ثبوت ہمیشہ زبان قلم سے ادا کیا۔ مولانا در حقیقت ایک بھرپور اور توانا زندگی کی تحریک تھے، ان کی سیاست نے ان کی ادبی صلاحیتیں اور شاعرانہ جوہر کو کچھ اور نکھار دیا، اگر ان کے بکھرے ہوئے کاموں کو سمیٹا جائے (جو مجھے یقین ہے ڈاکٹر عبدالجلیل پوپلزئی بڑی خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں) تو معلوم ہو گا وہ ہمیں بہت کچھ دے گئے۔ ان کی غزلوں میں زندگی کی تلخ اور حوصلہ طلب حقیقتوں سے آنکھ چرا کر فرار کا انسانیت سوز رجحان کہیں نظر نہیں آتا بلکہ اس کے برعکس وہ زندگی کی نبض پر ہاتھ رکھ کر سوچنے اور لکھنے کی قائل ہیں۔ یہ ان کے احکام کی وہ حیات آفریں اور صحت مند قدر ہے جس کو علامہ عبدالرحیم پوپلزئی کی خود آگہی اور احساس کی دیانت سے نہایت گہرا تعلق ہے ان کے فن میں آپ کو شدید درد کی کسک دکھائی دے گی جسے شاعر نے اپنے وجود کا حصہ بنالیا ہے۔ ان کے کلام سے ذہن کی کشادگی کے ساتھ مسائل حیات کو سمجھنے کا چوکنا پن اور اعلیٰ حوصلہ ملتا ہے اس سے ان کی سوچ میں روح عصر کی بیداری کا احساس ہوتا ہے، ان کی سوچ کا مطمع نظر ایک بہتر ماحول، ایک مہذب تر اسلامی معاشرہ اور ایک روشن مستقبل ہے

ہم نے کھولی جو زندگی کی کتاب | عشق ہی باب باب میں دیکھا
وائے آشفتگی گل کا علاج | ہم نہ بوئے گلاب میں دیکھا
جی کے دنیا میں کیا مزا پایا | خواب کو ہم نے خواب میں دیکھا

اور درج ذیل پوری غزل ان کے رومانی اور انقلابی تصورات کی آئینہ دار ہے۔

رنگ لاتا ہے ابھی دیکھئے کیا کیا ساون | کالی کالی یہ گھٹائیں ہیں بلا کی پُرفن
شعبدہ گر ہیں کہ رو رو کے کبھی ہنس ہنس کر | آگ اور پانی کا دکھلاتی ہیں ہم کو سنگھن

بجلیاں جھانکتی پھرتی ہیں کہ کیا رنگ کریں
یا کوئی سامنے حوروں کا لگا ہے خیمہ
قیس کی آہوں سے لیلیٰ کی عماری کا اُجاڑ
یا شکن کھول دیئے یار نے زلفوں کے تمام

پھونک ڈالیں کوئی کٹیا کہ جھلس دیں تن من
کہ نگاہوں میں نہ آجائے سکھی کا جوبن
کیا بنا لائی ہے فطرت کی سیانی درزن
کہ نئے روپ میں چھپتی نہیں اگلی بدھن

کیا یہ اشعار پڑھ کر کوئی اہل زبان یہ سوچ سکتا ہے کہ یہ کسی پختون کا کلام ہے جس کی مادری زبان پشتو ہے، علامہ پوپلزئی کے ذوق شاعرانہ کی پاکیزگی میں کوئی شک و شبہ نہیں' ان کی شاعری عرفان و آگہی کی شاعری ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ

داد دے میاں کچھ تو حریت کا راگ ہم | عمر بھر زنجیر کی جھنکار پر گاتے رہے

زنجیر کی جھنکار پر حریت کا راگ الاپنے والے اس دردمند دل سے اٹھنے والی یہ آواز بھی سنیئے

قوم بنے کہاں سے جب گھر میں ہو شورشِ نسب
کوئی کہے عرب عرب کوئی کہے عجم عجم

اور پھر یہ مشورہ بھی دیکھیے

لطفِ ساقی کار فرما چاہیئے
کر نہیں سکتا اگر دل کا علاج
توڑ ڈالا اس نے گر عہدِ وفا
بے بسی پر میری اے دیوار و در
ہم نفس تاریک تر ہے شامِ غم

بے خودی گر حسبِ منشا چاہیئے
کس مرض کو پھر مسیحا چاہیئے
کیا ہوا، ہم کو نبھانا چاہیئے
اس قدر حیران نہ ہونا چاہیئے
شمع دل ہی محفل آنا چاہیئے

ان اشعار میں وارفتگی بھی ہے، اگر کلام میں برجستگی اور روانی نہ ہو تو مضامین کی بلاغت میں نمایاں کمی آجاتی ہے۔ بلاغت کے معنی یہ ہیں کہ شاعر جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ بے کم و کاست اور براہ راست سننے والے کے دل میں اتر جائے، علامہ پوپلزئی کا مقام اس خوبی سے مرصع ہے۔

(بشکریہ روزنامہ "مشرق" پشاور، سنڈے میگزین، بتاریخ ۱۱ جون ۲۰۰۰ء)

دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا صبر و قناعت

پروفیسر غلام سرور رانا
گورنمنٹ کالج لاہور

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو جامع الصّفات بنا کر مبعوث فرمایا۔ ایک محدود فہم و ادراک رکھنے والا انسان کب ان اوصاف حمیدہ، ارفع و اعلیٰ درجات اور مقامات عالیہ کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ ہادیٔ برحق، رہبرِ کامل و اکمل، محسن انسانیت، فخر دو عالم، نور مجسم رحمت للعالمین ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک ایک پہلو اور ایک ایک لمحہ ہمارے لئے موجب خیر و برکت اور قابل تقلید ہے۔ رسالت مآب ﷺ نے اپنی بعثت مبارکہ کے سلسلہ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں تو اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔ (موطا، باب حسن الخلق ۹۰۴۔ کنز العمال ۱۶/۳)

صاحبِ قصیدہ بردہ شریف امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فاق النبیین فی خُلق و فی خَلق | و لم یدانوہ فی علم ولا کرم
لے گیا فوق انبیاء پر خُلق میں اور خَلق میں | کس میں تھا اس کا علم اور کس میں تھا اس کا کرم

(امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف الفصل الثالث ۱۰/۴۵)

He surpasses all the prophets both in appearance and qualities. None could approximately or reach his in knowledge and generosity.

غالبِ خستہ حال نے کہا

زباں پہ بارے خدایا یہ کس کا نام آیا | کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

ایک عاشق زار خواجہ بہاء الدین ہما تبریزی نے کیا خوب کہا

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب | ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبیست

قلندرِ دوراں علامہ اقبال گویا ہوا

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے | غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر | وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

مردِ خود آگاہ عزت بخاری نے کہا

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر | نفس گم کرہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ایک صوفی باصفا حسان العصر الحاج محمد خلیل کاظمی خاکی پکار اٹھے

اصلِ عالم واقعی فرعِ وجودِ پاک ہیں | جیسے ہے نورِ احد نورِ مجسم کو محیط
گوہر مقصود اے خاکی اگر درکار ہے | اشک کے قطروں سے رکھ لو چشمِ پرنم کو محیط

سید العارفین حضرت مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

نام احمد چوں چنیں یاری کند | تا کہ نورش چوں مددگاری کند
نامِ احمد چوں حصارے شد حصیں | تا چہ باشد ذاتِ آں روح الامیں

صاحبزادہ سید غلام نصیر الدین گولڑوی فرماتے ہیں۔

جن نگاہوں سے، کوئی نورِ مجسم دیکھے | کیسے دیکھے گا کوئی دیکھنے والا تیرا

ذیل میں اب ہم آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ کے پہلو "صبر و قناعت" پر اظہار خیال کریں گے۔ صبر کے معانی یہ ہیں کہ کسی معاملہ میں خالق کی مخلوق سے نہ تو زبان سے شکایت کرنا نہ دل میں اس شکایت کا پیدا ہونے دینا صبر ہے۔ اللہ جل مجدہ حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے سلسلہ میں فرماتا ہے کہ وہ اچھے بندے تھے مزید فرماتا ہے کہ انہ اوّاب وہ اوّاب تھے یعنی اپنے حالات کو اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرتے تھے۔ رفع تکلیف کے لئے آپ اسباب کی

جانب التفات نہ فرماتے تھے بلکہ حق تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔ اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ دعا سے صبر میں کوئی قباحت نہیں ہوتی۔ غیر اللہ سے استغاثہ کرنے سے دل و زبان کو روکنا صبر ہے غیر اللہ سے مراد حق تعالیٰ کی وہ جملہ جہات ہیں جو اس کی اس جہت خاص کے علاوہ ہیں جسے ہویت کہتے ہیں۔ عارف باللہ ہویتِ حق سے اپنی رفع تکلیف کے لئے دعا کرتا ہے، عبدیت اور انکسار اس میں ہے کہ اپنی ہر تکلیف پر بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری اور لجاجت و عاجزی سے سوال کرے۔ یہ درست ہے کہ حق سبحانہ کسی سبب ہی کے وسیلہ سے اس تکلیف کا ازالہ فرماتا ہے اسی طرح قناعت کے معانی، مالوفات طبائع کے معدوم ہونے کی صورت میں سکون قلب کا ہونا نہ کہ قلتِ عبادت پر قانع ہو جانا ا ؎۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کی سب سے نمایاں خصوصیت قناعت ہے۔ آپ ﷺ اگرچہ وقت کے ہمہ مقتدر فرمانروائے عالم تھے لیکن ہمیشہ مسکینی و درویشی، تنگ دستی کی حالت میں زندگی بسر کی۔ مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی نور اللہ مرقدہ اس ضمن میں یوں رطب اللسان ہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں | مالکِ کونین ہیں، گو پاس کچھ رکھتے نہیں

حضور سرور دو عالم ﷺ نے دعا میں فرمایا اور فقر و عسرت کی زندگی کو مرغوبِ خاطر رکھتے ہوئے اختیار کیا۔ آپ ﷺ کی مشہور و معروف حدیث ہے

اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین

ترجمہ: الٰہی مجھے مسکینیت میں زندہ رکھ اور مسکینی میں ہی مار اور زمرۂ مساکین میں ہی مجھے محشور فرما ۲ ؎۔

فقر و مسکینی سے تعلق کی اس سے بڑی کیا مثال ہو سکتی ہے کہ دعائیہ کلمات میں بھی صرف اور صرف مسکینیت کی زندگی کے لئے دعا فرمائی اور اسی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منظور کیا اور یوم قیامت بھی غربا و مساکین، مفلس و نادار کی صف میں اٹھنے، بیٹھنے، اوڑھنے اور بچھونے کو مرغوب و

ا ؎: سید محمد ذوقی، سر دلبراں، کراچی، ۱۴۰۵ھ صفحہ ۲۴۱-۲۴۲-۲۷۹)

۲ ؎: ترمذی صفحہ ۵۸

پسند کیا۔ کیونکہ و خیر السنن سنۃ محمد یعنی سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز محشر فرمائے گا

ادنوا منی احبائی فیقول الملائکۃ من احباؤك فیقول اللہ عز و جل الفقرا و المساکین

ترجمہ: میرے قریب لاؤ میرے محبوبوں کو تو فرشتے عرض کریں گے الٰہی وہ محبوب کون سے ہیں تو ارشاد ربانی ہوگا وہ فقرا اور مساکین ہیں۔

اللہ جل مجدہ کی عبودیت کے آداب کے مطابق اور رسالت مآب ﷺ کی کامل اتباع کے سلسلے میں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھے رہتے تھے اور تمام دنیاوی مصروفیات سے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی تھی کیونکہ انہیں اللہ رب العزت پر روزی پہنچانے کا کامل یقین اور توکل تھا یہ اصحابِ صُفّہ کی وہ جماعت تھی جو فقر و فاقہ پر قانع رہتے، متوکلانہ بسر اوقات ہی ان کا شیوہ تھا، اغنیاء ان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ انہی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ العشی یریدون وجھہ

ترجمہ: ان لوگوں کو فراموش نہ فرماؤ جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام یاد کرتے اور پکارتے ہیں اور صرف اسی کی رضا چاہتے ہیں۔ ۱؎

اور مزید فرمایا ولا تعد عیناك عنھم ترید زینت الحیٰوۃ الدنیا

ترجمہ: ان سننے والے لوگوں سے اپنی نظر نہ پھیر، کیا تو حیات دنیا کی زینت کا خواہش مند ہے ۲؎

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقر کا درجہ بہت بلند ہے اور فقیری کو مرتبہ خاص کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ اہل فقر نے ہمیشہ ظاہری و باطنی اسباب کو ترک کر کے خالق اسباب کی طرف تمام تر توجہ کی اور اسی پر توکل کیا اس قسم کا فقر جس میں صبر و رضا ہو ایسے فقراء کے لئے موجب صد فخر ہے، اس کے حصول سے وہ راضی و مسرور اور نہ ملنے سے مغموم ہوتے ہیں۔

حضور سرور دو عالم ﷺ کا فقر اختیاری تھا، آپ ﷺ پر اضطراری کیفیت نہیں تھی۔ آپ ﷺ

۱؎ : سورہ الانعام

۲؎ : الکهف : ۲۸

اگر پسند فرماتے تو کائنات کا ذرہ ذرہ سونے اور چاندی کا پہاڑ بن کر آپ ﷺ کے قدوم میمنت لزوم کو چومتا، زربفت اور لعل وجواہر کی آسمان سے بارش ہوتی، زمین سونا اور زمرد اگلتی لیکن محبوب رب العالمین ﷺ نے ہمیشہ فقر و قناعت اور مسکینی و درویشی کی زندگی کو پسند فرمایا۔ آپ ﷺ کا مشہور و معروف ارشاد ہے الفقر و فخری والفقر منی۔ یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر کرنے والا میرا ساتھی ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال صد ملال کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کی وہ چادر مبارک جس میں آپ نے وصال فرمایا، باہر بھیجی جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے لیکن ہمہ صفت موصوف ہیں، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

صلی علیک منزل القرآن | یا خاتم الرسل المبارک ضوہ

یعنی اے خاتم المرسلین ﷺ! آپ ﷺ تو برکت و سعادت کا وہ سرچشمہ ہیں جن پر قرآن نازل فرمانے والے نے درود و سلام بھیجا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

رب العباد علیٰ احمد | فصلی الملیک ولی العباد

یعنی درود و سلام بھیجا ہے احمد مصطفیٰ ﷺ پر اس نے جو قادر مطلق ہے اور اپنے بندوں کا پروردگار اور والی ہے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں

ثم اصطفاہ حبیباً باری النسم | وفھوا الذی تم معناہ و صورتہ

پس حضور ﷺ پر ظاہری و باطنی کمالات ختم ہیں پھر انہیں (ﷺ) خلقت کے پیدا کرنے والے نے اپنا محبوب بنا لیا ہے، حقیقت حال تو یہ ہے

لب پہ حرف آرزو ہے، جان مضطر ہاتھ میں | ملتی ہے آقا کے در پر ہر سوالی کو مراد

حضرت علامہ اقبال نے کیا خوب کہا

از تو خواہم یک نگاہ التفات | گرد تو گردد حریم کائنات

یعنی آپ ﷺ کی ذات بابرکات کے گرد تمام کائنات گردش کرتی ہے میں آپ ﷺ سے ایک نظر لطف کا طالب ہوں۔

جب تک مسلمانوں نے اپنی زندگیاں اس نصب العین کے تحت گزاریں وہ اوج ثریا پر فائز المرام

رہے لیکن جب اس امت مسلمہ نے فقر و قناعت، مسکینی و درویشی اور سادگی کو خیرباد کہتے ہوئے عیش و عشرت، تکلف و تصنع کی زندگیاں اختیار کر لیں تو ذلت و بربادی ان کا مقدر بن گیا۔ اسی لئے شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے اس حقیقت کو آشکار کیا کہ ایک وقت فقر و قناعت کی وجہ سے ہمارے سلف صالحین اور آباؤ اجداد کی یہ حالت تھی

سماں الفقر فخری کا رہا شان امارت میں کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

لیکن جب فقر و قناعت کو خیرباد کہتے ہوئے عیش و عشرت کو اپنی زندگیوں کا مطمع نظر بنالیا تو ہماری کسمپرسی کا یہ عالم ہے کہ

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں کمال درجہ کا صبر اور قناعت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کبھی لگاتار دو روز جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ انتقال پُر ملال ہو گیا۔ (ابو داؤد جلد ثانی، باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دستر خوان پر کھانا نہ کھایا اور نہ باریک روٹی تناول فرمائی۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع باب شری الدواب والحمیر باذا اشتری شیئا فوہب من ساعتہ قبل ان یفترقا)

بعض وقت آپ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے چنانچہ حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ ایک ایک پتھر بندھا دکھایا۔ پس حضور محبوب باری صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے دکھائے۔ (مشکوۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میرے گھر کے طاق میں سوائے آدھے پیمانہ جو کے کچھ کھانے کو نہ تھا (صحیح مسلم غزوہ حنین)۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے ہاں تیس صاع جو کے عوض گروی تھی جو آپ نے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لئے رکھ لئے تھے۔ (صحیح بخاری، غزوہ خندق، الصفا صفحہ ۶۲)

یہ وہ انقلاب عظیم تھا جو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں برپا کیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

دو جہاں کے مالک تھے لیکن غذا جو کی ان چھنے آٹے کی روٹی ہوتی تھی۔ حضرت مولانا شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب سے خوب تر فرمایا ہے

کھانا تو دیکھو جو کی روٹی ان چھنا آٹا روٹی موٹی

کیا کوئی ایسار ہنما اور رہبر، ہادی کل کسی قوم کو میسر آیا جس نے خود بھوکا رہ کر قوم کو کھلایا، خود پھٹے پرانے کپڑے پہن کر دوسروں کو لباس مہیا کیا اور اپنے امتیوں کو قناعت کا درس دیا ہو۔ اعلیٰحضرت "حدائق بخشش" میں فرماتے ہیں

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

ایلاء کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ ایک مشربہ (بالاخانہ) میں تشریف رکھتے تھے جہاں کھانے پینے کا اسباب رکھا جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ایلاء کی خبر ملی تو گھبرائے ہوئے اس مشربہ میں حاضر خدمت ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ حضور رسول مقبول ﷺ ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں جو درگ خرما سے بنی ہوئی ہے اور جس پر کوئی توشک وغیرہ نہیں بوریا خرما کے نشان آپ ﷺ کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں اور بدن مبارک پر ایک تہہ بند کے سوا کچھ نہیں۔ سرہانے ایک تکیہ ہے جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی ہے، ایک کونے میں مٹھی بھر جو رکھے ہوئے ہیں، پاؤں مبارک کے قریب کچھ پتے پڑے ہوئے ہیں اور سر مبارک کے پاس ایک کھونٹی پر تین کھالیں لٹک رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، ابن خطاب! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی کہ کیوں نہ روؤں بوریا خرما کے نشان آپ کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں، یہ آپ کا کُل اثاثہ ہے۔ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور آپ کے اثاثے کا یہ حال ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابن خطاب! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ آخرت ہمارے واسطے اور دنیا ان کے لئے ہو۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور رسول مقبول ﷺ بوریائے خرما پر سوئے ہوئے تھے بیدار ہوئے تو اس کے نشان آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم آپ کے لئے گدا لنوائے دیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے

دنیا سے کیا غرض؟ دنیا میں میرا حال اس سوار کی مانند ہے جو ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھتا ہے۔ (مواہب لدنیہ الترمذی، ۴۱: ۲۹۸، حدیث ۲۱۷، ابن الجوزی الوفا ۵۷۴)

آنحضرت ﷺ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی قانع زندگی پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے ازواج مطہرات کے حجرے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے جن کی چھت کہگل کی ہوتی تھی اور وہ قد آدم سے کچھ ہی اونچے تھے۔ پہننے کے لئے ہر ایک ازواج مطہرات کے پاس صرف ایک ایک جوڑا کپڑا تھا۔ (صحیح بخاری، باب ما کان النبی ﷺ و اصحابه یاکلون)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا "اے عائشہ! اس کو بدل ڈالو کیونکہ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آتی ہے" (صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب فضل الفقر)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جنہوں نے حضور رسالتمآب ﷺ کے ساتھ دس سال گذارے، فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی اپنے اس حال کی کسی سے شکایت کی، فاقہ کرنا آپ ﷺ کو غناء سے زیادہ پسند تھا اگرچہ آپ ﷺ نے تمام رات بھوک کی شدت سے کروٹیں بدلتے ہوئے گذاری ہوتی پھر بھی آپ اگلے دن روزہ رکھنا نہ چھوڑتے، اگر آپ ﷺ اللہ رب العزت سے زمین کے تمام خزانے اور پھل وغیرہ مانگنا چاہتے تو آپ ﷺ کو دے دیئے جاتے (مگر آپ ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا) میں آپ کی یہ حالت دیکھ کر فرط محبت سے رو پڑتی تھی، میں اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے شکم مبارک پر پھیرتی (کہ بھوک سے کیا حال ہو گیا ہے) اور کہتی میری جان آپ ﷺ پر فدا اگر آپ ﷺ اتنا ہی مالِ دنیا قبول فرما لیا کریں جو آپ ﷺ کی جسمانی قوت کو بحال رکھ سکے تو بہتر ہو، آپ ﷺ فرماتے "مجھے مالِ دنیا سے کیا واسطہ میرے اولوالعزم (سابق انبیاء کرام) نے اپنے سخت احوال پر صبر کیا پھر وہ اپنے رب العزت کے پاس جا پہنچے جہاں انہیں ان کے اعمال کے بدلے پورا اعزاز و اکرام ملا، مجھے شرم آتی ہے کہ میں عیش دنیا میں پڑ کر ان سے کم رہ جاؤں، میرے نزدیک سب سے اچھی بات اپنے بھائیوں سے ملنا ہے" اس کے کچھ ہی دنوں بعد آپ ﷺ کا وصال پُر ملال ہو گیا۔ (قاضی عیاض، الشفاء صفحہ ۴۳)

(جاری ہے)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نظیر اکبر آبادی

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ | سر گروہِ مسلمیں ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکمِ دینِ متیں ہو یا محمد مصطفیٰ | قبلۂ اہلِ یقیں ہو یا محمد مصطفیٰ

رحمت للعالمیں ہو یا محمد مصطفیٰ

آسماں تم نے شبِ معراج کو روشن کیا | عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور و ضیا
رنگ و بو گلشن کی جنت کی بڑھائی بر ملا | جس جگہ وہمِ ملائک کو نہیں ملتی ہے جا

واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمد مصطفیٰ

تم کو ختم الانبیاء، حق میں حبیب اپنا کہے | اور سدا روح الامیں آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں، تمہارے سے، ملے | ہے نبوت کا جو اقدس بحر، تم اس بحر کے

گوہر یکتا تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

مخبرِ صادق ہو تم اور حضرتِ خیر الورا | سرورِ ہر دو سرا اور شافعِ روزِ جزا
ہے تمہاری ذاتِ والا منبع لطف و عطا | کیا نظیر اک اور بھی، سب کی مدد کا آسرا

یاں بھی تم، واں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفیٰ

استفتاء

(مجالسِ میلاد شریف کی شرعی حیثیت)

مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزوی
مہتمم دار العلوم سبحانیہ حنفیہ حاجی آباد نزد شاہ عالم پل پشاور

حضرات علماء کرام سے استدعاء ہے کہ ماہ ربیع الاول یا دوسرے ایام میں جو مجالس میلاد شریف منعقد کی جاتی ہیں تو کیا شرع شریف میں اس کے لئے کوئی جواز ہے اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منعقدہ مجالس کے دوران خوشی و سرور کا اظہار اور چراغاں کرنا، جھنڈے لہرانا یہ سب شرعاً جائز ہیں کہ نہیں اگر جائز ہیں تو بحوالہ کتب وضاحت فرما کر مشکور فرماویں زید کہتا ہے کہ یہ سب امور ناجائز اور بدعت ہیں کیونکہ یہ سب امور خیر القرون میں نہ تھے بیّنوا توجّروا

صاحبزادہ نعیم الرحمان افغان کالونی پشاور شہر

الجواب

اولاً معلوم ہونا چاہیے کہ میلاد شریف کی حقیقت کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے دلائل کیا ہیں میلاد شریف کی حقیقت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کا واقعہ بیان کرنا حمل شریف کے واقعات، نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرامات، نسب نامہ شریف یا شیر خوارگی اور حضرت حلیمہ بی بی کے یہاں پرورش حاصل کرنے کے واقعات بیان کرنا۔ اور حضور علیہ السلام کی نعت پاک نظم یا نثر میں پڑھنا سب اس کے تابع ہیں اب یہ واقعات خواہ تنہائی میں پڑھیں جائیں یا مجلس جمع کر کے نظم میں یا نثر میں کھڑے ہو کر پڑھے جائیں یا بیٹھ کر جس طرح

بھی ہو اس کو میلاد شریف کہا جائے گا۔

محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا اس کے ذکر کے وقت خوشبو لگانا۔ گلاب چھڑکنا۔ شیرینی تقسیم کرنا غرضیکہ خوشی کا اظہار جس جائز طریقے سے ہو وہ مستحب اور بہت ہی باعث خیر و برکت اور رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے دعاء کی بارگاہ الٰہی میں ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً لا ولنا و آخرنا۔ سورہ مائدہ القرآن۔

یعنی حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنی قوم (امت) کیلئے تیار کھانے کے اترنے کیلئے آسمان سے بارگاہ رب العزت میں دعاء کی تھی جو قبول ہوئی تو جس دن مائدہ اترا اس دن کو حضرت عیسٰے علیہ السلام نے عید کا دن بنایا۔ آج تک عیسائی اتوار کو عید مناتے ہیں اور یہ اس لئے کہ اس دن تیار کھانا اترا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطاء فرمائی ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا دن بھی یوم العید ہے میلاد شریف قرآن کریم، احادیث شریف، اقوال علماء اور ملائکہ اور پیغمبروں کے فعل سے ثابت ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ :

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ ---- یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرو اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کی مثال نہیں اور میلاد شریف میں اسی نعمت عظمیٰ کا ذکر ہے لہذا محفل میلاد شریف کا انعقاد اس آیت شریف پر عمل ہے جس کا انکار کوئی بھی ذی فہم نہیں کر سکتا ہے (واما بنعمت ربک فحدث سورہ والضحیٰ القرآن)۔

یعنی اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو اور ظاہر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے معلوم ہوا کہ مجالس میلاد شریف منعقد کرنا اسی آیت شریف پر عمل ہے جسے انکار کسی ضال اور مضل کے علاوہ اور کوئی کر ہی نہیں سکتا آج اگر کسی کے یہاں فرزند پیدا ہوتا ہے تو ہر سال تاریخ پیدائش پر سالگرہ

کرتا ہے اور ہزاروں روپیہ خرچ کرتا ہے ٹی پارٹی ہوتی ہے اور کیک کاٹے جاتے ہیں طرح طرح کی ناجائز رسومات پر عمل ہوتا ہے طرہ یہ کہ ایسی مجالس میں کھانا پینا بھی چارپایوں کی طرح کھڑے کھڑے کیا جاتا ہے لیکن زید کی طرح کسی جاہل مرکب نے اس پر اعتراض نہ کیا۔ لیکن جب فخر موجودات امام الانبیاء محبوب خدا سیدی و مولائی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجالس میلاد شریف بمطابق ارشاد و حکم خداوندی کوئی منعقد کرتا ہے تو اس پر اعتراض کرنے کیلئے اور شرک و بدعت کے فتوی جھاڑنے کیلئے سینکڑوں بلکہ ہزاروں بدبخت ازلی شقی پیدا ہو جاتے ہیں (فیاعجبا) حالانکہ قرآن کریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا ذکر جگہ جگہ ارشاد فرمایا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الایہ یعنی اے مسلمانوں تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے اس میں تو صاف ذکر ہے ولادت کا اور پھر فرماتا ہے مِنْ اَنْفُسِكُمْ اس میں حضور علیہ السلام کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے ہیں یا تمہاری بہترین جماعت میں سے ہیں عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ آخر تک حضور علیہ السلام کی نعت بیان ہوئی اور مجالس میلاد میں یہی باتیں بیان ہوتی ہیں اور قرآن فرماتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلیٰ آخرہٖ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول (علیہ السلام) کو بھیج دیا پھر قرآن پاک فرماتا ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ۔ اِلیٰ آخرہٖ۔

اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا ہے جس نے اپنے رسول علیہ السلام کو بھیج دیا ہدایت اور سچے دین کیساتھ غرض یہ کہ بہت سی آیات ہیں جن میں حضور علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر فرمایا گیا اس سے صاف معلوم ہوا کہ ذکر ولادت سنت الٰہیہ ہے مقام غور ہے کہ اگر جماعت کی نماز میں امام یہی آیات ولادت پڑھے تو عین نماز میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا میلاد ہوتا ہے اس لئے کہ امام کے پیچھے مجمع بھی ہے اور قیام بھی ہو رہا ہے اور ولادت پاک کا ذکر بھی ہو رہا ہے سبحان اللہ نماز جو ایک اہم عبادت ہے اور بندہ اپنے رب کیساتھ راز و نیاز میں مشغول ہوتا ہے وہاں بھی رب ذوالجلال نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کے ذکر ولادت کو جائز بلکہ باعث اجر و ثواب رکھا۔ بلکہ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خود کلمہ طیبہ میں میلاد شریف ہے کیونکہ کلمہ طیبہ میں ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی محمد

اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول کے معنی ہیں بھیجے ہوتے اور بھیجنے کیلئے آنا ضروری ہے پس حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر ہو گیا اصل میلاد پایا گیا۔

قرآن کریم نے تو انبیاء علیہم السلام کا بھی میلاد بیان فرمایا سورہ مریم، میں حضرت مریم علیہ السلام کا حاملہ ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر حتی کہ حضرت مریم علیہ السلام کا دردِ زہ پھر ان کی ملائکہ کی طرف سے تسلی پانا پھر یہ کہ حضرت مریم علیہ السلام نے اس وقت کیا غذا کھائی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قوم سے خطاب فرمانا غرضیکہ سب ہی بیان فرمایا یہی سب تو مجالس میلاد شریف میں میلاد خوان بھی پڑھتے ہیں کہ حضرت بی بی آمنہ خاتون نے ولادت پاک کے وقت فلاں فلاں معجزات دیکھے اور حوران بہشتی آپ کی امداد کو آئیں اور کعبہ معظمہ نے آپ کے گھر کو سجدہ کیا وغیرہ وغیرہ اس طرح قرآن پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش۔ ان کی شیر خوارگی ان کی پرورش ان کا چلنا پھرنا۔ مدین میں جانا حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں جانا وہاں رہنا اور ان کی بکریاں چرانا ان کا نکاح ان کو نبوت ملنا سب کچھ بیان فرمایا تو ثابت ہوا کہ محافل میلاد شریف منعقد کرنا سنت قرآنی بھی ہے۔

مدارج النبوت وغیرہ میں لکھا ہے کہ سارے پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبریں دیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان تو قرآن پاک نے بھی نقل فرمایا ارشاد ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد) یعنی میں ایسے رسول کی خوش خبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائنگے اور ان کا نام پاک احمد ہے۔

مواہب اللدنیہ اور مدارج النبوۃ وغیرہ میں ذکر ولادت میں ہے کہ شب ولادت میں ملائکہ نے بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو معلوم ہوا کہ میلاد شریف سنت ملائکہ بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت ولادت کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا ملائکہ کا عمل ہے ہمارا قیام میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا بھی ملائکہ کے کام پر عمل ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع صحابہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اپنی ولادت پاک اور اپنے اوصاف بیان فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ میلاد پڑھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے

چنانچہ مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور علیہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا شاید حضور علیہ السلام تک یہ خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں تو حضور علیہ السلام تشریف لائے فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا۔ یعنی حضور علیہ السلام نے منبر پر کھڑے ہو کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟، سب نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو. بہتر مخلوق میں سے کیا پھر اس کے دو حصے کئے عرب اور عجم ہم کو اس میں سے .بہتر یعنی عرب میں سے کیا پھر عرب کے چند قبیلے فرمائے تو ہم کو ان کے. بہتر یعنی قریش میں سے کیا پھر قریش کے چند خاندان بنائے تو ہم ان میں سے سب سے. بہتر خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے کیا اسی مشکوٰۃ شریف کی اسی فصل میں ہے کہ ہم خاتم النبیین ہیں اور ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بشارت ہیں اور اپنی والدہ کا دیدار ہیں جو انہوں نے ہماری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور چمکا جس سے شام کی عمارتیں ان کو نظر آئیں اس مجمع میں حضور علیہ السلام نے اپنا نسب نامہ اپنی نعت شریف اپنی ولادت پاک کا واقعہ بیان فرمایا اور یہی سب تو میلاد شریف میں ہوتا ہے اس قسم کی متعدد احادیث شریف موجود ہیں۔

اس طرح صحابہ کرام ایک دوسرے کے پاس جا کر فرمائش کرتے کہ ہم کو حضور علیہ السلام کی نعت سناؤ حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور علیہ السلام کی وہ نعت شریف سناؤ جو کہ توریت شریف میں ہے تو انہوں نے پڑھ کر سنائی اس طرح **کعب** احبار رضی اللہ عنہ **فرماتے** ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے اوصاف اور نعت پاک توریت میں یوں پاتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ کج خلق ہیں۔ نہ سخت طبیعت والے ان کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہو گی اور ان کی ہجرت طیبہ میں ہو گی ان کا ملک شام میں ہو گا ان کی امت خدا کی. بہت حمد کریگی کہ رنج اور خوشی ہر حال میں خدا کی حمد کریگی (مشکوٰۃ شریف جلد باب فضائل سید المرسلین صہ ۵۰۲

اس سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام میں بھی حضور علیہ السلام کی میلاد شریف کا رواج تھا لہذا میلاد سنت صحابہ ٹھہری تمام کتب فضائل وسیر میں بے شمار روایات ملتی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولادت کے تفصیلی حالات کے ساتھ ساتھ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی منائی پورا سال بطور جشن حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر ساری زمین کو سرسبز کر دیا اور روتے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو پھلوں سے بھر دیا قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرمائی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا خصائص کبری صہ ۴۷ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے سالِ ولادت اتنا لطف وکرم اور بے پایاں بخشش فرمائی کہ اس سال دنیا کی ہر خاتون کے ہاں اولاد نرینہ ہوئی۔ سیرۃ الحلبیہ صہ ۱/ ۷۸ یعنی پورا سال ولادت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے نزول کے ذریعے جشن منایا لیکن جب ظہور قدسی کی وہ سعید گھڑیاں قریب پہنچی جن کا صدیوں سے انتظار تھا تو خود خالق موجودات جل جلالہٗ نے اس خلاصہ کائنات کی آمد پر ایسی خوشی، مسرت اور محبت کا اظہار فرمایا کہ کوئی عالم امکان میں اس طرح کا جشن نہیں منا سکے گا مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے اتنا چراغان کیا کہ کائنات کی ہر چیز چمک اٹھی۔

چنانچہ حضرت بی بی آمنہؓ جن کی آغوش سعید کو اللہ تعالیٰ نے اس نور پاک نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی جلوہ گاہ بنایا حضرت بی بی آمنہ خاتونؓ جنہیں شہنشاہ ہر دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہونے کا عدیم النظیر شرف حاصل ہوا اپنے اس عظیم لخت جگر کی پیدائش کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے) سیرۃ الحلبیہ صہ ۱/ ۹۱ طبقات ابن سعد صہ ۱۰۲ ہم جب جشن مناتے ہیں تو اپنی بساط کے مطابق روشنیاں کرتے ہیں قمقمے جلاتے ہیں اپنے گھروں محلوں اور بازاروں کو ان روشن قمقموں اور چراغوں سے مزین و منور کرتے ہیں لیکن محبوب وہ خالق کائنات جس کی بساط شرق و غرب ہے اس نے جب چاہا کہ میں اپنے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر چراغان کروں تو نہ صرف شرق سے غرب تک کی کائنات کو منور کر دیا بلکہ آسمانی کائنات

کو بھی اس خوشی میں شامل کرتے ہوتے ستاروں کو قمقمے بنا کر زمین کے قریب کر دیا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔ سیرۃ الحلبیہ صہ ۹۴)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جھنڈے بھی لہرائے گئے حضرت بی بی آمنہؓ فرماتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نیز میں نے تین جھنڈے بھی دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا ایک مغرب میں گاڑا گیا تھا اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔ انوار محمدیہ نبہانی صہ ۳۳ سیرۃ الحلبیہ صہ ۱۰۹) حضرت آمنہ بی بی فرماتی ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ہوا میں تعظیماً کھڑے ہیں انوار محمدیہ صہ ۳۳ علامہ امام جلال الدین سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ایک مکمل باب (حسن المقصد فی عمل المولد) باندھا ہے جس میں انہوں نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ حضور صلی علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی اپنا میلاد منایا اس لحاظ سے میلاد النبی منانا سنت رسول بھی ہے الحاوی صہ ۹۴ مشکوۃ شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے جب حضرت ابو قتادہؓ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس روزہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسی روز میری ولادت ہوئی ہے مشکوۃ شریف صہ ۱۷۲ ابن اسحاقؒ کی معروف روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول عام الفیل میں دنیا میں تشریف لائے (سیرۃ ابن ہشام)

جدید تحقیق اور مؤرخین محدثین کی روایات کی روشنی میں وہ مبارک گھڑیاں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں تشریف لائے ہمارے پاکستانی نظام الاوقات کے مطابق صبح چار بج کر بیس منٹ کا وقت تھا۔ انگریزی مہینہ کی ۲۱ اپریل اور بعض روایات میں ۱۹ اپریل ۵۷۱ تھا۔ ہندی حساب سے یکم جیٹھ بہار کی سہانی صبح صادق تھی اللہ رب العزت کے اس اہتمام وانصرام کے قربان

کہ اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کیلئے جو موسم منتخب فرمایا وہ بھی بہار کا تھا حضرت سعید ابن مسیب کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت موسم بہار میں ہوئی نور اسلام صہ ۱۳ جولائی ۹۷۔ شاہ احمد رضا نور اللہ مرقدہ)

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ یہ کہ ہر زمانہ اور ہر جگہ میں علماء اولیاء مشائخ اور عامۃ المسلمین میلاد شریف کی محافل کو مستحب جان کر کرتے آرہے ہیں اور تاقیامت کرتے رہینگے حرمین شریفین میں بھی نہایت اہتمام سے یہ میلاد شریف کی محافل پاک منعقد کی جاتی ہیں۔ شیخ محمد طاہر محدث فرماتے ہیں ربیع الاول میں ہر سال خوشی منانے کا حکم ہے مجمع البحار صہ ۵۵۰ تفسیر روح البیان میں ہے) ومن تعظیمہ عمل المولداذالم یکن فیہ منکر قال الامام ایسوطی یستحب لنااظہار الشکر بمولدہ علیہ السلام الی آخرہ ترجمہ۔ میلاد شریف کرنا حضور علیہ السلام کی تعظیم ہے۔ جبکہ وہ بری باتوں سے خالی ہو۔امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور علیہ السلام کی ولادت پر شکر کرنا مستحب ہے تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح ملا علی قاری مورد الروی میں متصل دیباچہ کے فرماتے ہیں۔

لہذا الشہرفی الاسلام فضل ومنقب تفوق علی الشہور
ربیع فی ربیع فی ربیع ونور فوق نور فوق نور

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول کو اسلام میں۔ بہت فضیلت حاصل ہے اور اس مہینے کے اوصاف و منقبت تمام مہینوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ بہار (خوشی) اندر بہار اندر بہار ہے نور اوپر نور اوپر نور ہے منقبت ربیع الاول۔ وبجا آوری شکر خدائے ذوالجلال۔ کہ آقائے دو جہاں تشریف لائے

کون و مکان کے مالک و مختار آگئے خوشیاں مناؤ عاشقوں، سرکار آگئے
حمد خدا کہ آج ہماری سنی گئی شکر خدا کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختار آگئے
کعبہ جھکا خوشی سے شجر جھومنے لگے اور وجد میں سبھی درودیوار آگئے

اب تو کسی بھی غم کا ہمیں کوئی غم نہیں ہم غمزدوں کے مونس و غمخوار آ گئے
اعلان کر رہے ہیں فرشتے جگہ جگہ لو ساری کائنات کے دلدار آ گئے
اس درجہ دلنواز تھی آمد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب کو نظر نجات کے آثار آ گئے
اب گمرہی کا خوف ہو کس واسطے ہمیں فیضان اپنے قافلہ سالار آ گئے

از پروفیسر فیض رسول گوجرانوالہ بشکریہ رضائے مصطفےٰ ماہ ربیع الاول گوجرانوالہ

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ۔ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا

ماہ ربیع الاول شریف میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے علماء کرام نے یوں وضاحت فرمائی ہے کہ ربیع الاول ہمارے اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے ربیع کے اصل معنی اس موسم سے متعلق ہیں جس میں زمین بارش کی وجہ سے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے چونکہ ابتدائے زمانہ میں کچھ دنوں تک موسم بہار اسی مہینہ میں پڑا اس لئے اس کا نام ربیع الاول رکھا گیا روحانی معنوی طور پر یہ مہینہ ماہ ربیع الاول و موسم بہار اس لئے قرار دیا گیا کہ اس میں حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت مجسم بن کر تشریف لائے، انوار کی بارش ہوئی، تمام کائنات پر بہار چھا گئی اور تاریکی و خزاں کا دور ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا۔

اس مہینے کا سب سے زیادہ اور بزرگ شرف یہ ہے کہ حضور پرنور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مہینہ میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خاکدان عالم کو مشرف فرمایا جن کے ظہور کے سبب سے تمام جہان پیدا کئے گئے اور آپ کی امت خیر امت کے شرف سے ممتاز فرمائی گئی اور اسی مہینے میں آپ لقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ شرف سب مہینوں پر سبقت لے گیا اس سارے مہینے میں بالعموم اور ۱۲ ربیع الاول شریف کو بالخصوص تمام ممالک اسلامی کے باذوق و صحیح العقیدہ مسلمان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب سعید مناتے ہیں جگہ جگہ محافل میلاد و مجالس ذکر و درود شریف کا انعقاد ہوتا ہے قریہ قریہ عظیم الشان جلوس نکالے جاتے

ہیں اور وسیع پیمانے پر خیراتیں ہوتی ہیں طعام وشیرینی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر خوشیاں مناتے ہیں اور شکر خداوندی بجالاتے ہیں اور ہر مسلمان بچے بوڑھے جوان اس طرح گاتے اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے ہیں۔

آقا کے غلاموں کو اب عید منانے دو — سرکار کی آمد ہے راہوں کو سجانے دو
چرچا ہے یہی ہر سو کہتا ہے یہ ہر کوئی — تشریف نبی لاتے محفل کو سجانے دو
گھر گھر میں چراغاں رحمت کا اجالا ہے — آقا کی ثنا کرکے تقدیر جگانے دو
ہے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب روشنی دنیا میں — سب کچھ ہے لشیر ان کا صدقہ تو لٹانے دو

(رضائے مصطفےٰ صہ ۳)

مخالفین ومنکرین کے پیرومرشد علماء اکابرین دیوبند کے مستند پیشوا حاجی امداد اللہ صاحب نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں محفل میلاد شریف کو جائز اور باعث خیر وبرکت فرمایا فرماتے ہیں مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں سبحان اللہ کیا بات کہی پیر صاحب نے مگر جو کہی بات حق کہی اب سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ہے

کہ پیر صاحب تو مولود شریف کو ذریعہ برکات سمجھ کر خود ہر سال کریں اور مریدین معتقدین مخلصین کا یہ عقیدہ ہو کہ محفل میلاد شریف شرک وکفر کی محفل ہے نہ معلوم کہ مریدین نے اپنے پیر صاحب پر کیا فتویٰ لگایا منکرین کی طرف سے وضاحت ضروری ہے بخاری شریف میں ہے فلمامات ابولہب اڑیہ بعض اہلہ الی آخرہ۔ بخاری شریف جلد دوم صہ ۱۳۵ (ترجمہ) جب ابولہب مرگیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا ابولہب سے پوچھا کیا گزری ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی ہاں مجھے پیر کے روز اس کلمے کی انگلی سے پانی ملتا ہے کہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔ بات یہ تھی کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا تھا اس کی لونڈی ثویبہ نے آکر اسکو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پیدا ہوئے تو ابولہب نے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو ابولہب سخت کافر تھا جس کی برائی قرآن میں ذکر ہے مگر اس خوشی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ کرم کیا کہ دوزخ میں اس کو ہر پیر کے دن اپنی اس انگلی سے پانی ملتا ہے جس سے اس نے اشارہ کیا تھا۔

حضرت شیخ محدث دہلوی عبدالحق اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ابولہب کا میلاد شریف کرنے والوں کیلئے جید دلیل اور سند ہے اور چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف پر خوب خوشی کی جائے اور حسب توفیق صدقہ خیرات کی جائے (مدارج النبوت ص ۱۵۲)

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانا ہر مسلمان صحیح العقیدہ کے لئے لازم ہے جو کہ ذریعہ نجات آخرت میں اور باعث خیر و برکت ہے دنیا میں علامہ جوزی سے مروی ہے کہ جو بھی مسلمان میلاد شریف کی محفل منعقد کرتا تو اس کے فوائد و برکات اس کے گھر میں ایک سال تک رہتے ہیں اس کی مصیبتیں ٹل جاتی ہے حاجات پوری ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اس پر بہت سے احسانات فرماتا ہے لہٰذا محفل میلاد شریف جس طرح بھی منائی جائے چاہے اس میں چراغان ہو مجلس کو سجایا جائے ۔ جھنڈیاں لہرائی جائیں طعام و شیرینی کا اہتمام ہو صلوٰۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھا جائے یہ تمام امور بلا چون وچرا جائز مستحسن اور درجہ استحباب میں ہیں اس لئے کہ مقصد قیام محفل میلاد شریف سے حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار ہے ۔ اور حضور پاک علیہ السلام کی تعظیم و توقیر ہے جو کہ مطلوب شرعی ہے اس لئے شاعر نے فرمایا کہ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

بعض لوگ میلاد شریف میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اس کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے علماء کرام نے بار بار وضاحتیں مع الدلائل بتصریح فرمائی ہیں اور مفتی اعظم جامع الازہر نے فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ قیام بالکل جائز ہے فرماتے ہیں۔ وذالک امر لا محذور فیہ یعنی میلاد شریف میں قیام ایک ایسا امر ہے جس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں نزہتہ المجالس میں ہے، القیام عند ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا انکار فیہ فانہ من البدع المستحسنتہ وقد افتی جماعتہ باستحبابہ الی ان قال والذی ارسلہ رحمتہ اللعالمین لواستطعت القیام علیٰ راسی لفعلت اتبغی بذلک الزلفی عند اللہ عزوجل نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۹۳ ترجمہ۔ یعنی قیام بوقت ذکر ولادت شریف ایسا فعل ہے جس میں کوبھی انکار نہیں کیونکہ امور مستحسنہ سے ہے اور ایک جماعت علماء کرام نے قیام کے استحباب پر فتویٰ دیا آگے چل کر مصنف فرماتے ہیں میری قسم ہے اس ذات پر جس نے امام الانبیاء آقاء دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے کہ اگر سر پر قیام کرنے کی طاقت مجھے ہوتی تو میں ضرور ایسا کرتا یعنی بجائے پیروں کے سر سے قیام کرتا اور اسے میں رضاء الہیٰ حاصل کرتا۔ فافہم کتنی صریح عبارت ہے میلاد شریف میں جواز قیام کیلئے اب اگر ان تمام حوالوں اور دلائل سے زید اپنی بد عقیدگی سے توبہ تائب ہو تو پھر زید اور زید کی طرح دیگر بدمذھبوں کو اپنے آپ پر رونا چاہیے اور بارگاہ خداوندی میں گڑگڑا کر عاجزی کرنی چاہیے کہ یا اللہ مجھے ہدایت نصیب فرما۔ اور اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہمارے دل میں پیدا فرما کیونکہ حضور علیہ السلام سے محبت نہ ہونے سے خَسِرَ الدُّنیَاوَالْآخِرَۃِ۔ اَلْعِیَاذُبِاللہِ شاعر فرماتے ہیں

جس دل میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے اگر ذکر خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو عبادت نہیں ہوتی

واللہ اعلم بالصواب